Muhammad Tariq Khan[1]

ABSTRACT

"Capital" or "Wealth" is the guarantee of maintainability of human's economic system. Allah says in the Holy Quran: "Give not unto the foolish (What is in) your (keeping of their) wealth, which Allah hath given you to maintain."

{Surah Nisa, Verse: 5}

In this verse we can easily know that the importance of wealth or capital. This verse shows that the guarantor of human's economic system is wealth or capital. And also advised, be very careful in this matter.

In the development of countries, Capital and its investment play an important role. Basically, there are many ways of investment but be a Muslim we ought to abide by the Islamic Laws. Therefore, while financing, we should take care about "Halal" and "Haram" as according to the Islamic Laws. In this way, we can make our life very good as well as our here after also. And be a Muslim our real aim should also be this.

1- Research Scholar & Co-operative Teacher, Department of Islamic Learning, University of Karachi

اسلام کا تصورِ تشکیلِ سرمایہ اور اس کی قدیم وجدید شکلیں

محمد طارق خان☆

ابتدائیہ:

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

"ولا تؤتوا السفهآء اموالكم الّتى جعل الله لكم قياماً" (۱)

ترجمہ: ''اورتم اپنے مال جن کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے گزارہ بنایا ہے بیوقوفوں کے حوالے نہ کیا کرو۔''

اس آیتِ کریمہ میں ''اموال'' یا ''سرمایہ'' اور ''اصل'' کو انسان کے معاشی نظام کے قیام و بقاء کا ضامن ٹھہرایا گیا ہے اور اس معاملے میں محتاط رہنے کی تاکید کی گئی ہے۔ اس آیت سے سرمایہ کی اہمیت کا اندازہ بھی ہوتا ہے۔

ہم نے اپنے مضمون میں اسی سرمایہ، فراہمیٔ سرمایہ اور اسلام کے تصورِ تشکیلِ سرمایہ پر بحث کی ہے۔

سرمایہ: (Capital):

تعریف:

اس کی تعریف سرمایہ دارانہ نظام میں یہ کی گئی ہے کہ ''سرمایہ'' ''پیدا کردہ عاملِ پیدائش'' کا نام ہے۔ (Produce Factor of Production) اس تعریف کو وضاحت کے ساتھ یوں کہا جاسکتا ہے کہ:

''سرمایہ وہ عاملِ پیداوار ہے جو قدرتی نہ ہو، بلکہ کسی عملِ پیدائش کے نتیجے میں پیدا ہو، اور اس کے بعد کسی اگلے عملِ پیدائش میں استعمال ہو رہا ہو۔'' (۲)

اس طرح یہ واضح ہوتا ہے کہ ''سرمایہ'' سے مراد ''وہ دولت ہے جو مزید دولت پیدا کرنے کیلئے استعمال کی جائے۔'' (۳)

سرمائے سے عام طور پر ''زر'' یا ''روپیہ پیسہ'' مراد لیا جاتا ہے۔

پروفیسر تھامس (Thomas) کے مطابق سرمائے کی تعریف کچھ یوں ہے:

''دولت کا وہ حصہ جو دولت میں مزید اضافے کا باعث ہو، سرمایہ کہلاتا ہے۔'' (۴)

کون سی اشیاء سرمایہ ہیں؟

سرمایہ سے مراد صرف پیسہ نہیں لیا جاسکتا بلکہ اس سے مراد ایسی اشیاء بھی ہوسکتی ہیں جو مزید آمدنی پیدا کرنے کا باعث ہوں،

☆ (ریسرچ اسکالر و معاون استاذ، شعبہ علوم اسلامی، جامعہ کراچی)۔

مثلاً مشینری، خام تیل، گاڑی کرائے پر دینا، مکان کرائے پر دینا وغیرہ۔
مثال کے طور پر ایک آدمی کے پاس دو مکان ہیں ایک میں وہ خود رہائش پذیر ہے جبکہ دوسرا کرائے پر دیا ہوا ہے تو جو مکان کرائے پر دیا ہوا ہے وہ ''سرمایہ'' کہلائے گا۔

اقسامِ سرمایہ:

ویسے تو سرمائے کی متعدد اقسام ہیں مگر اس کی دو بنیادی اقسام ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ قائم سرمایہ (Fixed Capital)

۲۔ زیرِ کار سرمایہ (Circulating or Working Capital)

قائم سرمایہ: (Fixed Capital):

''جو اشیاء اپنے استعمال کے اعتبار سے مستقل اور پائیدار نوعیت کی ہوں تو ان کو قائم سرمایہ (Fixed Capital) کہتے ہیں۔''

یہ اشیاء اپنے استعمال کے باوجود باقی رہتی ہیں اور بار بار ان کو استعمال کیا جا سکتا ہے، مثلاً آلات، کارخانہ، مشینری وغیرہ۔(۵)

زیرِ کار سرمایہ: (Circulating Capital):

اس سرمائے میں وہ اشیاء شامل ہیں جن کا وجود مستقل اور پائیدار نہیں ہوتا اور ایک بار استعمال کے بعد پھر سے عاملِ پیدائش نہیں بن سکتا، مثلاً خام مال وغیرہ۔(۶)

اسلام کا تصورِ سرمایہ:(Islamic Concept of Capital):

اسلامی نقطۂ نگاہ سے انسان کے پاس اس کی خداداد صلاحیت، قابلیت، ذہانت یہ سب سرمائے میں شامل ہیں، اور انسان اپنی ان صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے جو پیسہ حلال طریقہ سے کمائے وہ بھی سرمائے میں شمار ہوگا۔

اس کا معنٰی یہ ہوا کہ جس کے پاس سرمایہ ہے وہی صنعت کار ہے، وہی تاجر ہے۔ اسلامی معاشی نظام میں تاجر یا صنعت کار کو اپنا سرمایہ لگانا پڑتا ہے اور اگر وہ کسی دوسرے کے سرمائے کو استعمال کرتا ہے تو اس کی دو صورتیں اسلام میں بتائی گئی ہیں۔

۱۔ شراکت داری: (Partnership)

۲۔ مضاربہ:(Mudarabah)

اس طرح سرمایہ کسی ایک شخص کے پاس محدود اور منجمد ہو کر نہیں رہ سکتا۔(۷)

فراہمیٔ سرمایہ (سرمایہ کاری) کی قدیم وجدید شکلیں:

(Islamic Modern & Ancient Structures of Investment)

اب ہم فراہمیٔ سرمایہ یعنی سرمایہ کاری کی قدیم اور جدید شکلوں کے حوالے سے بات کریں گے کہ پرانے دور میں سرمایہ کاری کی کیا صورتحال تھی اور اب جدید وموجودہ دور میں سرمایہ کاری کس طرح لی جاسکتی ہے۔

یوں تو سرمایہ کاری کی بہت سی اقسام ہیں مگر ہم یہاں چند اہم اور بنیادی سرمایہ کاری کی بات کریں گے۔ فراہمیٔ سرمایہ کی خاص واہم اقسام مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ مشارکہ (Partnership)

۲۔ مضاربہ (Mudarabah)

۳۔ اِجارہ (Leasing)

۴۔ بیع السلم (Advance Booking)

۵۔ بیع مرابحہ (Murabaha)

۶۔ سرکاری تمسکات (Government Securities)

۷۔ بنک (Banks)

۸۔ سکوک (Bonds)

۹۔ میوچل فنڈز (Mutual Funds)

۱۰۔ حصص (Shares)

۱۔ مشارکہ:(Partnership):

اس طریقہ تجارت میں دو یا دو سے زائد فریق سرمایہ کاری کرتے ہیں اور نفع یا نقصان میں اپنی سرمایہ کاری کی نسبت سے شریک ہوتے ہیں۔(۸)

مشارکہ کا شمار فراہمیٔ سرمایہ کی قدیم شکلوں میں ہوتا ہے۔ صاحب الھدایہ کے قول کے مطابق:

''شراکتی سرمایہ کاری جائز ہے کیونکہ جب آپ ﷺ مبعوث ہوئے لوگ اس طریقہ سے کاروبار کرتے تھے اور آپ نے لوگوں کو اس پر برقرار رکھا۔''(۹)

اسی طرح المبسوط کے حوالے سے کتبِ فقہ میں مرقوم ہے کہ قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ:

''ہمارا سرمایہ حضرت عائشہؓ کے پاس جمع تھا، آپؓ لوگوں کو کاروبار کے لئے یہ سرمایہ فراہم کرتی تھیں۔''(۱۰)

۲۔مضاربہ:(Mudarabah):

مضاربہ دو فریقوں کے درمیان اس معاہدے کو کہتے ہیں جس کے تحت ایک فریق سرمایہ کی فراہمی اپنے ذمہ لیتا ہے اور دوسرا فریق اپنی محنت پیش کرتا ہے، فراہمیٔ سرمایہ کی یہ قسم بھی قدیم ہے۔(۱۱)

تمام علماء اس بات پر متفق ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے کاروبار میں شرکت مضاربت کے اصول پر ہی کی تھی، یعنی عامل رسول کریم ﷺ اور سرمایہ کار حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ۔(۱۲)

۳۔اِجارہ:(Leasing):

علامہ مرغینانیؒ نے لکھا ہے:

''عقد اِجارہ ایک معاہدہ ہے جو کسی معاوضے کے بدلے کسی منفعت پر کیا جائے۔'' مزدوری پر کام کرنا، ٹھیکیداری، کرایہ، نوکری وغیرہ یہ سب اِجارہ کی ہی مختلف اقسام ہیں۔ زمین کو کرایہ پر دینا جائز ہے۔ عہدِ صحابہ اور تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں مکانات کو کرایہ پر دینے کا رواج تھا۔(۱۳)

امام محمدؒ روایت کرتے ہیں:

''سعید بن جُبیرؒ سے سوال کیا گیا کہ گندم کے معین ناپ کے بدلے زمین کو کرایہ پر دینے کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ انہوں نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں یہ مکانوں کے کرائے پر دینے کے مثل ہے۔''(۱۴)

۴۔بیع السلم:(Advance Booking):

بیع السلم فراہمیٔ سرمایہ کی قدیم و جدید دونوں اقسام پر مشتمل ہے۔ اس میں سرمایہ کار پیشگی وصولی (Advance Booking) کی بنیاد پر سرمایہ فراہم کرتا ہے اور جب مال تیار ہو جاتا ہے تو اسے حاصل کر لیتا ہے۔ موجودہ دور میں بھی بیع السلم سے استفادہ کیا جا رہا ہے۔ ایران میں بنک صنعتی اداروں کو بیع السلم کی شکل میں ہی سرمایہ فراہم کرتے ہیں اور کامیابی سے چل رہے ہیں۔(۱۵)

۵۔بیع مرابحہ: (Murabaha):

جو چیز جس قیمت پر خریدی جاتی ہے اور جو کچھ مصارف اس کے متعلق کئے جاتے ہیں ان کو ظاہر کر کے اس پر نفع کی ایک مقدار بڑھا کر کبھی فروخت کرتے ہیں، اس طریقۂ خرید و فروخت کو ''مرابحہ'' کہتے ہیں۔(۱۶)

عصرِ حاضر میں ایک اندازے کے مطابق غیر سودی بنکاری کے ۸۰ تا ۹۰ فیصد مالیاتی اعمال مرابحہ کی بنیاد پر سرانجام پانے والے سرمایہ کاری کے طریقوں کو مختلف نام دیتے ہیں۔ مثلاً قلیل مدت کی سرمایہ کاری، یا معاہدہ خرید و فروخت وغیرہ۔

اسی طرح مختلف مدت کے لئے مالی ضروریات اس کے ذریعے سے پوری کی جاتی ہیں۔ مثلاً اشیاء صارفین کار، ریفریجریٹر وغیرہ کی خریداری، مکانوں کی خریداری کے لئے سرمایہ کی فراہمی، صنعتی شعبے کے لئے مشینری آلات اور خام مال کی فراہمی کے لئے سرمایہ کی فراہمی وغیرہ۔ البتہ مرابحہ کا زیادہ استعمال قلیل مدتی تجارت کے لئے سرمایہ کی فراہمی کے لئے ہے۔(۱۷)

۶۔سرکاری تمسکات: (Government Securities):

اس میں انعامی بانڈز، خاص ڈپازٹ سرٹیفکیٹس، ڈیفنس سیونگ سرٹیفکیٹس، اور F.E.B.C شامل ہیں۔ اس میں حکومت اپنے اخراجات کے لئے عوام الناس سے جن مالیاتی دستاویزات کے ذریعے قرضہ حاصل کرتی ہے انہیں سرکاری تمسکات (Government Securities) کہا جاتا ہے۔(۱۸)

۷۔بنک:(Banks):

قرضہ جات کا لین دین اور سرمایہ کاری دونوں Banking کا حصہ ہے۔ سرمایہ کاری کا عمل بنک کے بنیادی فرائض اور قانونی کردار کا حصہ ہے۔(۱۹)

بنک لوگوں کو اپنی امانتیں جمع کروانے کی دعوت دیتا ہے (جو فقہی طور پر قرض ہی ہوتا ہے) ان کو اردو میں ''امانتیں'' عربی میں ''ودائع'' اور انگریزی میں ''Deposits'' کہتے ہیں۔ اس کی کئی اقسام ہیں۔

۱۔ Current Account

۲۔ Saving Account (بچت کھاتہ)

۳۔ Fixed Deposit

جب ان تین قسم کے ڈپازٹ سے بنک کے پاس سرمایہ جمع ہو جاتا ہے تو اس تمام سرمائے کو استعمال میں لاتے ہوئے بنک لوگوں کو قرضے اور سرمایہ فراہم کرتا ہے۔(۲۰)

امانتیں وصول کرنے کے کاروبار کے علاوہ بنک عموماً کاروباری تنظیموں کے حصص، کفالتیں اور تمسکات خرید کروانے کے لئے بھی سرمایہ فراہم کرتا ہے۔(۲۱)

۸۔سکوک: (Bonds):

''سکوک'' عربی زبان کے لفظ ''سک'' کی جمع ہے، جس کے معنی تمسکات (Securities) لئے جاتے ہیں۔ یہ اثاثوں

کی بنیاد پر جاری کیے جاتے ہیں تاکہ سرمایہ کار شراکتی بنیاد پر کسی اثاثے کے حصص اور منافع میں شریک ہو سکے۔ سکوک، اجارہ، مشارکہ، سلم اور مرابحہ جیسے اسلامی تمویل کے ذرائع اور طریقوں کے ساتھ جاری کیے جاسکتے ہیں۔(۲۲)

۹۔ میوچل فنڈز:(Mutual Funds):

باہمی تعاونی سرمایہ کاری کا یہ طریقہ بھی ۲۱ویں صدی میں رائج ہوا ہے، مختلف کاروباری افراد بیسی یا کمیٹی کی طرز پر کوئی مالیاتی تجارتی ادارہ قائم کرتے ہیں جو مختلف جائز کاروبار میں سرمایہ کاری کرتے ہیں اور جس تناسب سے وہ سرمایہ کاری کرتے ہیں اسی تناسب سے نفع میں شریک ہوتے ہیں۔(۲۳)

۱۰۔ حصص:(Shares):

عصرِ حاضر میں لوگ کمپنی کے حصص خرید کر کمپنی کو سرمایہ فراہم کرتے ہیں۔ اس طرح سے حصص دورِ جدید میں فراہمیٔ سرمایہ کی ایک جدید شکل ہے۔ حصص کی تعریف کچھ یوں ہے:

> ''جب لوگ کمپنی کے حصے لے کر سرمایہ فراہم کردیتے ہیں تو حصہ دار کو کمپنی ایک سرٹیفکیٹ جاری کرتی ہے جو اس بات کی سند ہوتی ہے کہ اس شخص کا کمپنی میں اتنا حصہ ہے، اس سرٹیفکیٹ کو اردو میں ''حصہ'' عربی میں "سھم" انگریزی میں "Shares" کہتے ہیں۔''(۲۴)

تشکیلِ سرمایہ: (Establishment of Capital):

عصرِ حاضر میں دنیا کا کوئی ملک ہی شاید ایسا ہو جہاں تشکیلِ سرمایہ کی اہمیت کو نظر انداز کیا جاتا ہو، کیونکہ کسی بھی ملک کی معیشت کی ترقی کے لئے یہ ایک اہم عامل ہے۔ مختلف ممالک میں تشکیلِ سرمائے کی نوعیت مختلف ہے۔ کہیں بڑے پیمانے پر ہے تو کہیں چھوٹے پیمانے پر لیکن اس کی اہمیت سے قطعی طور پر انکار ممکن نہیں۔ پاکستان میں موجودہ طور پر ہر شعبۂ زندگی میں ترقی کا رجحان پایا جاتا ہے مگر پاکستان میں زرعی اور صنعتی دونوں شعبوں میں تشکیلِ سرمایہ بڑے پیمانے پر ہو رہا ہے۔(۲۵)

اسلام کا تصورِ تشکیلِ سرمایہ:

(Islamic Concept of Establishment of Capital):

اسلام چند خاص حدود کے اندر انفرادی ملکیت کا حق دیتا ہے اور انفرادی سرمائے کے معاملے میں وہ ذرائع پیداوار اور اشیائے صرف کے درمیان یا محنت سے کمائی ہوئی آمدنی کے درمیان فرق نہیں کرتا۔ وہ انسان کو ملکیت کا عام حق دیتا ہے البتہ اس کو کچھ محدود کردیتا ہے۔

حلال وحرام:(Halal & Haram):

اسلام مال کمانے سے نہیں روکتا لیکن وہ اس ضمن میں انسان کو شتر بے مہار کی طرح نہیں چھوڑتا بلکہ اکتسابِ مال میں جائز اور ناجائز کی نشاندہی کرتا ہے اور وسائل مال میں حلال وحرام کی تمیز کرنے کا سبق دیتا ہے۔اور حلال کو اپنانے اور حرام سے اجتناب کا حکم دیتا ہے۔(۲۶)

اس لئے اسلام کا تصورِ تشکیلِ سرمایہ واضح ہے کہ سرمائے کی تشکیل کرتے ہوئے صرف حلال طریقوں کو اپنایا جائے اور حرام طریقوں سے سختی کے ساتھ اجتناب برتا جائے۔یعنی اسلام ہر فرد کو یہ حق دیتا ہے کہ وہ آزادانہ طور پر اپنی سعی وجدوجہد کر کے اپنے لئے معاش تلاش کرے مگر حلال وحرام کی تمیز رکھے اور دھوکہ دہی، ظلم اور ہر اس طریقے سے بچے جس نے اسلام کو حرام قرار دیا ہے۔اور حلال ذریعے سے روزی کمائے، اور یہی اسلام کا تصورِ تشکیلِ سرمایہ ہے اور اس کا اصل مقصد بھی یہی ہے۔

اسلامی ریاست کے سرمایہ حاصل کرنے کے ذرائع:

اسلامی ریاست میں تین طریقوں سے سرمایہ اور آمدنی حاصل ہوتی ہے۔

۱۔ سرکاری ذرائع:(Government Sectors)

۲۔ نیم سرکاری ذرائع:(Semi-Government Sectors)

۳۔ نجی ذرائع:(Private Sectors)

سرکاری ذرائع:(Government Sectors):

سرکاری سطح پر جن ذرائع سے حکومت کے پاس آمدنی آتی ہے۔وہ ان کو استعمال کر کے سرمائے کی تشکیل کرتی ہے۔ان میں عُشر، خراج، جزیہ، زکوٰۃ، صدقات، فئی، خُمس، وقف، ضرائب ونوائب وغیرہ شامل ہیں۔

''مثلاً مسلمانوں کی مملوکہ اراضی کے ایک بڑے حصہ کی سالانہ نال گزاری "عُشر" کہلاتی ہے۔اور ذمیوں کی اراضی کی سالانہ مال گزاری "خراج" ہے۔اسی طرح مسلمانوں کے اموالِ نقود، اموالِ تجارت اور بہائم کے ریوڑ پر عائد شدہ ٹیکس سالانہ مقرر کو "زکوٰۃ" اور غیر مقرر کو "صدقات" کہا جاتا ہے۔اور ذمیوں پر سالانہ مقرر ٹیکس کو "جزیہ" کہتے ہیں۔اور بغیر جنگ کیے حاصل شدہ مالِ غنیمت کو "فئی" اور ذمی یا مسلمان کے اموالِ تجارت کی درآمد و برآمد کے محصول (ڈیوٹی) کو "عشور" کہتے ہیں۔اور رفاہِ عامہ اور وقتی ضروریات کے لئے عائد شدہ ٹیکس کو "ضرائب" اور مذہبی اوقاف کی آمدنی "اموال وقف" سے موسوم ہے۔(۲۷)

یہ تمام مدات بیت المال کی آمدنی شمار ہوتی ہے۔اور سرکاری خزانے میں جمع ہوتی ہے۔اور حکومت ان میں تصرف کر کے سرمایہ تشکیل دیتی ہے۔

نیم سرکاری ذرائع:(Semi-Government Sectors):

نیم سرکاری ادارے اور انجمنیں بھی سرکاری سطح اور حکومت کے لئے سرمائے کا باعث بنتی ہیں۔حکومت اور پرائیویٹ سیکٹر کی مدد سے چلنے والے یہ ادارے ملکی معیشت میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

نجی ذرائع: (Private Sectors):

انسان جو کچھ کماتا ہے اس میں بچت ضرور کرتا ہے اور اس بچائی ہوئی رقم کو کسی ایسے کاموں میں لگا دیتا ہے جہاں سے اسے کچھ آمدنی حاصل ہو جائے ، اس عمل کو سرمایہ کاری کہتے ہیں۔

مثال کے طور پر مکان بنا کر کرائے پر چڑھانا، کار خرید کر بطور ٹیکسی چلانا، نفع ونقصان کی شراکت کی بنیاد پر سرمایہ فراہم کر کے منافع حاصل کرنا اور پھر اس سے حکومت کے عائد کردہ محصولات (ٹیکس) ادا کرنا، ان سب طریقوں سے حکومت سرمایہ حاصل کرتی ہے۔اور یہ سب ذرائع ،نجی ذرائع میں شامل ہیں۔

حرفِ آخر:

ملکوں کی ترقی میں سرمایہ اور اس کی فراہمی ایک اہم مقام اور خاص اہمیت رکھتی ہے۔یوں تو سرمایہ کاری بہت سے طریقوں سے کی جاسکتی ہے، مگر بحیثیت مسلمان ہم اسلام کے احکامات کے پابند ہیں اور اسلام زندگی کے ہر شعبے میں ہماری رہنمائی کرتا ہے اور ایک مکمل ضابطۂ حیات رکھتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ سرمایہ کاری کرتے ہوئے ہمیں اسلامی احکامات کے پیشِ نظر حلال اور حرام کا خاص خیال رکھنا چاہئے اور اس میں احتیاط کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے تا کہ ہماری دنیا کے ساتھ ساتھ آخرت بھی سنور جائے اور ایک مسلمان ہونے کے ناطے ہمارا اصل مقصد بھی یہی ہونا چاہئے۔

"ما عندکم ینفد وما عند اللّٰہ باق" (۲۸)

حوالہ جات

۱۔ سورۃ النساء: آیت:۵۔
۲۔ عثمانی، مفتی تقی عثمانی، اسلام اور جدید معیشت وتجارت، ص:۵۳، مکتبہ معارف القرآن کراچی، اکتوبر ۲۰۰۹ء۔
۳۔ ابراہیم، پروفیسر محمد ابراہیم، معاشیاتِ اسلام، باب:۵، ص:۱۱۲، یونیورسل پبلشرز کراچی، ۲۰۰۹ء۔
۴۔ شاہد، ایس۔ایم۔شاہد، اسلام اور جدید معاشی تصورات اور تحریکیں، باب:۱۳، ص:۳۲۶، ایورنیو بک پیلس لاہور۔
۵۔ مندرجہ بالا حوالہ، ص:۳۲۷۔ ۶۔ مندرجہ بالا حوالہ، ص:۳۲۷۔
۷۔ مندرجہ بالا حوالہ، ص:۶۲۱۔
۸۔ ناصرالدین، پروفیسر ڈاکٹر ناصرالدین صدیقی قادری، مبادیاتِ اسلامی بینکاری ومالیات، ص:۱۷، مکتبۂ فریدی کراچی، ۲۰۰۸ء۔
۹۔ طاہرالقادری، پروفیسر ڈاکٹر طاہرالقادری، اقتصادیاتِ اسلام (بنیادی تصورات)، ص:۶۶۷، منہاج القرآن پبلی کیشنز لاہور، نومبر ۲۰۰۷ء۔
۱۰۔ چیمہ، پروفیسر غلام رسول چیمہ، اسلام کا معاشی نظام، ص:۲۵۰، علم وعرفان پبلیشرز لاہور، ۲۰۰۷ء۔
۱۱۔ طاہرالقادری، پروفیسر ڈاکٹر طاہرالقادری، اقتصادیاتِ اسلام (بنیادی تصورات)، ص:۶۶۸، منہاج القرآن پبلی کیشنز لاہور، نومبر ۲۰۰۷ء۔
۱۲۔ چیمہ، پروفیسر غلام رسول چیمہ، اسلام کا معاشی نظام، ص:۲۶۴، علم وعرفان پبلیشرز لاہور، ۲۰۰۷ء۔
۱۳۔ طاہرالقادری، پروفیسر ڈاکٹر طاہرالقادری، اقتصادیاتِ اسلام (بنیادی تصورات)، ص: ۶۳۵، ۶۳۶، منہاج القرآن پبلی کیشنز لاہور، نومبر ۲۰۰۷ء۔
۱۴۔ مندرجہ بالا حوالہ، ص:۶۳۷۔
۱۵۔ چیمہ، پروفیسر غلام رسول چیمہ، اسلام کا معاشی نظام، ص:۲۶۹، علم وعرفان پبلیشرز لاہور، ۲۰۰۷ء۔
۱۶۔ اعظمی، صدرالشریعۃ مولانا امجد علی اعظمی، بہارِ شریعت، ج:۲، حصہ:۱۱، ص:۸۰، ممتاز اکیڈمی لاہور۔
۱۷۔ چیمہ، پروفیسر غلام رسول چیمہ، اسلام کا معاشی نظام، ص:۲۷۱، علم وعرفان پبلیشرز لاہور، ۲۰۰۷ء۔
۱۸۔ ناصرالدین، پروفیسر ڈاکٹر ناصرالدین صدیقی قادری، مبادیاتِ اسلامی بینکاری ومالیات، ص:۴۰، مکتبۂ فریدی کراچی، ۲۰۰۸ء۔
۱۹۔ طاہرالقادری، پروفیسر ڈاکٹر طاہرالقادری، بلاسود بینکاری اور اسلامی معیشت، ص:۴۵، منہاج القرآن پبلی کیشنز لاہور، نومبر ۲۰۰۷ء۔
۲۰۔ عثمانی، مفتی تقی عثمانی، اسلام اور جدید معیشت وتجارت، ص:۱۴۱، مکتبہ معارف القرآن کراچی، اکتوبر ۲۰۰۹ء۔
۲۱۔ چیمہ، پروفیسر غلام رسول چیمہ، اسلام کا معاشی نظام، ص:۲۸۶، علم وعرفان پبلیشرز لاہور، ۲۰۰۷ء۔
۲۲۔ ناصرالدین، پروفیسر ڈاکٹر ناصرالدین صدیقی قادری، مبادیاتِ اسلامی بینکاری ومالیات، ص:۴۱، مکتبۂ فریدی کراچی، ۲۰۰۸ء۔
۲۳۔ مندرجہ بالا حوالہ، ص:۴۱۔
۲۴۔ عثمانی، مفتی تقی عثمانی، اسلام اور جدید معیشت وتجارت، ص:۶۹، مکتبہ معارف القرآن کراچی، اکتوبر ۲۰۰۹ء۔
۲۵۔ شاہد، ایس۔ایم۔شاہد، اسلام اور جدید معاشی تصورات اور تحریکیں، باب:۱۳، ص:۳۲۹ اور ۳۳۰، ایورنیو بک پیلس لاہور۔
۲۶۔ طاہرالقادری، پروفیسر ڈاکٹر طاہرالقادری، بلاسود بینکاری اور اسلامی معیشت، ص:۲۱۷، منہاج القرآن پبلیکیشنز لاہور، نومبر ۲۰۰۷ء۔
۲۷۔ سیوہاروی، علامہ حفظ الرحمٰن سیوہاروی، اسلام کا اقتصادی نظام، ص:۱۰۹، مکتبہ رحمانیہ لاہور۔
۲۸۔ سورۃ النحل، پارہ:۱۴، آیت:۹۶۔